بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۸۲

اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
قادیان

ایڈیٹر غلام نبی — یوم چہار شنبہ

جلد ۳۰ | ۱۸ ماہ امان ۱۳۲۱ ہش | ۳۰ ماہ صفر ۱۳۶۱ھ | ۱۸ ماہ مارچ ۱۹۴۲ء | نمبر ۶۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۶ ماہ امان ۱۳۲۱ ہش۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے درد نقرس میں آج کسی قدر زیادتی رہی۔ گو ابتدائی شدت کم ہو چکی ہے احباب حضرت ممدوح کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

سیدہ ام وسیم احمد صاحب کو اب خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے افاقہ ہے۔ الحمد للہ۔

سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے متعلق آج لاہور سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آپ کو پھر کچھ بخار ہو گیا اور ورم اور درد میں بھی کسی قدر زیادتی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب امرتسر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

مولوی احمد خان صاحب نسیم مبلغ سلسلہ کی ہمشیرہ مسماۃ گلاب بی بی صاحبہ بعمر ۴۰ سال کل وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب دعا۔

روزنامہ الفضل قادیان — ۳۰ ماہ صفر ۱۳۶۱ھ

دیگر اقوام کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حالت

ہمارے نزدیک تو مسلمانوں کی ہر پہلو سے ابتر حالت کا بہت بڑا ثبوت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے ایک مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موجودہ زمانہ میں مبعوث فرمایا۔ لیکن جو لوگ یہ تسلیم نہیں کرتے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کا کوئی انتظام کیا ہے۔ وہ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ مسلمان کہلانے والے ہر لحاظ سے اصلاح کے محتاج ہیں۔ اور اس قدر محتاج ہیں۔ کہ دوسری اقوام کی نسبت بھی ان کی حالت نہایت ردی ہے۔ لیکن تعجب اور افسوس اس بات کا ہے کہ جو لوگ مذکورہ بالا حقیقت کا نہایت کھلے الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں۔ وہ اصل بات پر آکر بالکل خاموش ہو جاتے ہیں یعنی وہ اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے۔ کہ مسلمانوں کی اصلاح کیونکر اور کس طرح ہو سکتی ہے۔ ذیل میں اسی قسم کی ایک تازہ مثال پیش کی جاتی ہے:۔

اخبار "زمزم" لاہور (۱۵۔ مارچ) نے مسلمانوں کے مختلف طبقات کی حالت بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ نہایت عبرت انگیز اور سبق آموز ہے۔ چنانچہ عوام کی حالت ان الفاظ میں بیان کی ہے:۔

"ان کی اکثریت اخلاقی رذائل میں مبتلا ہے۔ بددیانتی میں وہ خاص شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ بھائی کی عزت پر حملہ کرنا ان کا دلچسپ شغل ہے۔ نہ اپنی تکلیف پر صبر ہے۔ نہ دوسرے کی تکلیف کا احساس ہے۔ مذہب پر رسم و رواج کا غلبہ ہے۔ حدود اللہ کو بر سر بازار توڑا جا رہا ہے۔ شراب نوشی۔ قمار بازی اور سود خوری وبا کی طرح پھیل چکی ہے۔ جہالت اور بد اخلاقی پر انہیں ناز ہے۔ اعتماد کی روح مردہ ہو چکی ہے۔ راز کی کوئی بات ان میں پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اغیار سے مل کر مسلمانوں کی گردنوں کو کٹوانا ان کا روز کا مشغلہ ہو گیا ہے"۔

مطلب یہ کہ ان میں کوئی بھی ایسی خوبی باقی نہیں رہ گئی۔ جو اسلام ان کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ اور اس کے مقابل میں وہ تمام معائب ان میں موجود ہیں۔ جن سے اسلام پاک کرنا چاہتا ہے:۔

عوام کے بعد سیاسی لیڈروں اور قومی کارکنوں کا حال سنئے۔ لکھا ہے:۔

"رائے کا اختلاف انہیں مخالفت اور عناد تک پہنچا تا ہے۔ وہ پبلک کو بدگمان کرتے ہیں۔ پبلک ان سے بدگمانی کرتی ہے ایک ہی خیال کے لیڈروں میں اگر اختلاف ہؤا۔ تو کئی کئی ادارے قائم ہو جاتے ہیں پھر ایک دوسرے کے راز فاش کئے جاتے ہیں۔ اس اختلاف سے امداد میں کمی۔ کام کی بربادی قوت کا انتشار۔ اور اسی قسم کے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ جس خوبصورتی سے غیر مسلم طبقہ کام کرتا ہے۔ اس کی تو ہوا بھی ان لیڈروں کو نہیں لگی۔ یہ حالات ہیں ہمارے لیڈروں کے۔ حالانکہ ان حالات کی اصلاح کرنا ہی ان کا سب سے بڑا فریضہ تھا۔ دوسری قومیں ہماری حالت کو دیکھتی ہیں اور ہنستی ہیں۔ اور ہمیں کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی"۔

تیسرا طبقہ جو "علمائے دین" کہلاتا ہے اس کی حالت کیا ہے۔ یہ کہ "جب سے پیشہ ور جاہلوں نے جبہ و دستار سنبھالی ہے یہ طبقہ بھی کئی گروہوں میں تقسیم ہو گیا ہے علماء ربانی خاموش ہیں۔ (حق بات کہنے کے وقت خاموشی اختیار کرنے والے علماء کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان اخرس قرار دیا ہے۔ انہیں علماء ربانی کہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے) اور علماء سوء نے عوام کو اپنے چنگل میں دبا رکھا ہے۔ کوئی مسئلہ نہیں جس میں اختلاف نہ ہو۔ کوئی عالم نہیں جو کفر کے فتوؤں سے بچا ہو۔ کوئی پیشوا نہیں جس کا دعوٰے ہمہ دانی نہ ہو۔ پیر پیر سے برسر پیکار ہے۔ مولوی مولوی سے دست و گریباں ہے۔ واعظ کو واعظ سے تبیر ہے مفتی کو مفتی سے اختلاف ہے۔ اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ عوام کے خیالات بھی منتشر ہو گئے ہیں"۔

"علماء حقانی کو چھوڑ کر جنہیں شناخت کرنے کی عوام کی مہارت نہیں (اس مہارت کے سلب ہو جانے کی کیا وجہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو محروم ازلی قرار دے کر حق کے پانے کی مہارت سے محروم کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر ضرورت ہی کیا ہے کہ "علماء حقانی" زمین کی پیٹھ کے لئے بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ اور وہ کس مصرف کے ہیں) کسی عالم کو امت کی فلاح و بہبود کا خیال نہیں۔ خیال صرف یہ ہے۔ کہ فلاں مولوی کو کس طرح چت کیا جائے۔ فلاں واعظ کی مجلس کو کس طرح برہم کیا جائے۔ فلاں خطیب صاحب کے اثر کو کس طرح کم کیا جائے غرض یہ طبقہ بھی نفسا نفسی کی نذر ہو گیا ہے اور اصلاح حال سے سب غافل ہیں"۔

آہ مسلمانوں کے ہر طبقہ کے یہ کیسے عبرت ناک حالات ہیں۔ اور یہ حالات اور بھی زیادہ عبرت ناک ہو جاتے ہیں جب مسلمان کہلانے والوں کا مقابلہ غیر مسلموں سے کیا جائے۔ اخبار "زمزم" اس بارے میں لکھتا ہے:۔

"ہندوستان کی دوسری قومیں بھی ان ہی امراض میں مبتلا ہیں۔ لیکن رونا تو یہ ہے کہ اگر مسلمان ان امراض میں مبتلا ہوئے ہیں۔ تو انہیں بھی زر و مال اور دنیوی ترقی میں کوئی امتیاز حاصل کرنا چاہیئے تھا۔ مگر ان سے یہ بھی نہ ہو سکا۔ اور وہ نہ ادھر کے رہے۔ نہ ادھر کے۔ ایک مسلم اور غیر مسلم کا مقابلہ کرو۔ محنت اور جفاکشی میں اطاعت اور وفاداری میں۔ کمزوروں کے ساتھ سلوک کرنے میں۔ کفایت اور اعتدال کے ساتھ زندگی بسر کرنے میں۔ ہر کام کے لئے مناسب تدبیر سوچنے میں۔ نظم و اتحاد کا ثبوت دینے میں کون کامیاب ہے۔ اور کون ناکام"۔

مگر یہ سارا رونا رونے کے بعد اصلاح حالات کے لئے کیا تدبیر بتائی گئی۔ کونسی صورت پیش کی گئی۔ اور کس قسم کی تدبیر اختیار کی گئی۔ اس کا اندازہ ذیل کے الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے۔ لکھا ہے۔

”عوام کی اصلاح سے پہلے خواص اور لیڈروں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور جب یہ ضرورت پوری ہو جائے گی۔ تو قوم کو لیڈروں کی طرف سے اور لیڈروں کو قوم کی طرف سے کوئی شکائت باقی نہیں رہے گی“۔

یہ سب کچھ مان لیا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اصلاح ہو کیونکر۔ اور اصلاح کا فرض ادا کون کرے۔ اگر کوئی ایسا مصلح موجود نہیں جو علماء اور ملکی لیڈروں یعنی دینی اور دنیوی راہ نما کہلانے والوں کی اصلاح کر سکے۔ تو پھر یہ کہنے سے کیا فائدہ۔ کہ کس کی اصلاح پہلے ہو۔ اور کس کی بعد میں۔ قبل اور بعد کا معاملہ تو اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے۔ جب اصلاح شروع ہو۔ افسوس ایک واضح اور کھلی حقیقت کے سمجھنے اور اسے اختیار کرنے سے دیدہ دانستہ گریز کیا جاتا ہے۔ اپنے لئے کوئی چارہ کار نہ پاتے ہوئے گریز کیا جاتا ہے۔ اور سب سے زیادہ ذلت اور نکبت کے گڑھے میں گرے ہونے کے باوجود گریز کیا جاتا ہے۔ وہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایسی حالت میں جو اب مسلمانوں کی ہو چکی ہے۔ سوائے ایسے مصلح کے جسے خدا تعالےٰ مبعوث کرے کوئی اصلاح نہیں کر سکتا۔ بلکہ جو اصلاح کے نام سے کھڑا ہو گا۔ وہ سابقہ خرابی میں اور زیادہ اضافہ کرنے کا موجب ہو گا جیسا کہ اس وقت تک کے تجربہ سے ثابت ہے۔

مسلمان اگر چاہتے ہیں۔ کہ موجودہ عبرتناک حالت سے مخلصی پائیں۔ اور خدا تعالےٰ کے غضب سے بچ کر اس کے دامنِ رحمت میں پناہ لیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچے دل سے قبول کریں۔ اور آپ نے اسلام کی جو تعلیم پیش کی ہے۔ اس پر عمل کریں۔ کہ آپ کے سوا خدا تعالےٰ نے اصلاح خلق کے لئے نہ کسی کو مبعوث کیا ہے۔ اور نہ آپ کے سوا کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق اطلاع

ناصر آباد ۱۳ مارچ۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے حضور کے اہلبیت خیریت سے ہیں۔ اور خدام بھی خیریت سے ہیں۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کو آج بھی پیٹ کے درد کی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں میاں عبد الرحیم احمد صاحب کی صاحبزادی امۃ النصیر کو دو روز سے تیز بخار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان میں آٹے کی قلت کے انسداد کی کوشش

قادیان ۱۶ مارچ۔ آجکل گندم کی نایابی کی وجہ سے پنجاب میں قریباً تمام مقامات پر آٹے کی سخت قلت محسوس کی جا رہی ہے۔ اور پبلک میں عام بے چینی پائی جاتی ہے حکومت نے گندم کی کم یابی کے پیش نظر ساٹھ فیصدی گندم اور چالیس فی صدی جو کا تناسب مقرر کیا تھا مگر حالات ایسے نازک ہو گئے کہ یہ تناسب بھی قائم نہ رہا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آجکل نہایت ردی آٹا اور وہ بھی بڑی دقت سے کھانے کے لئے مل رہا ہے۔ غریب مزدوروں اور عوام کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ وہ جو دن بھر مزدوری کر کے بمشکل اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالا کرتے تھے۔ اس وقت ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں۔ آٹے کے جو ڈپو بڑے بڑے شہروں میں کھلے ہوئے ہیں۔ وہاں بھی ہر وقت بھیڑ لگی رہتی ہے۔ اور کئی لوگوں کو خالی ہاتھ جانا پڑتا ہے۔ پنجاب اسمبلی میں بھی گندم کی قلت کے متعلق ہنگامہ خیز بحث ہو چکی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ گندم کی قلت سے صرف عوام ہی متاثر نہیں۔ بلکہ حکومت بھی پریشان ہے۔

یہ حالات جو تمام صوبہ میں رونما ہیں جب قادیان کے باشندوں پر اثر انداز ہوئے اور آٹے کی شدید قلت محسوس ہونے لگی۔ تو یکم مارچ سے پبلک کی اس شکائت پر کہ قادیان کے دوکانداروں کے پاس آٹا کم ہے۔ اور وہ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے سے معذوری کا اظہار کر رہے ہیں۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ نے اس شکائت کے ازالہ کے لئے فوری طور پر کارروائی شروع کر دی چنانچہ ایک طرف تو آپ نے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کے ساتھ خط و کتابت کی۔ اور ان کے ساتھ ملاقات کرنے کے لئے اپنے ایک معاون کو بھجوایا۔ اور دوسری طرف یہاں کے دوکانداروں اور دیگر اصحاب سے جو غلہ میسر آسکتا تھا جمع کیا گیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ سے فوری طور پر روپیہ کا انتظام کر کے فراہمی غلہ کے لئے آنریری کارکن جو اکثر دوکاندار تھے مضافات قادیان میں بھیجدئیے۔ نظارت امور عامہ کی اس تگ و دو کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیان کی پبلک کی آٹے کے متعلق ضرورت ایک حد تک پوری ہو گئی۔ اور لوگوں کو نظارت کی پرچی پر آٹا ملتا رہا۔ اسی دوران میں ۵ مارچ کو مجسٹریٹ علاقہ قادیان آئے۔ اور انہوں نے ایک کمیٹی مقرر کی۔ جس کے ممبر یہ ہیں۔

(۱) جناب ناظر صاحب امور عامہ

(۲) ملک مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ ٹاؤن کمیٹی قادیان

(۳) لالہ ہری رام صاحب ممبر ٹاؤن کمیٹی

(۴) باوا سنگھ صاحب ممبر ٹاؤن کمیٹی

اس کے ساتھ ہی انہوں نے سرکاری ضبط شدہ غلہ سے پچاس من روزانہ حاصل کرنے کے لئے پرمٹ جاری کر دیا۔ مگر اس غلہ کے حاصل کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ آخر بمشکل اس غلہ سے ۱۶۷ من گندم کل اور آج مہیا ہو سکی ہے۔

کمیٹی نے تجویز کیا ہے۔ کہ لوگوں کو آئندہ اسی طرح بذریعہ پرچی آٹا دیا جائے۔ جس طرح پہلے نظارت امور عامہ اپنے انتظام کے ماتحت تقسیم کرتی رہی ہے۔ کل سے اس کمیٹی کا عملاً کام ٹاؤن کمیٹی کے دفتر سے شروع ہو گا۔ اور آئندہ کے لئے آٹے کی پرچی ٹاؤن کمیٹی قادیان سے جاری ہوا کرے گی۔ تقسیم اوقات کے متعلق بعد میں اعلان کیا جائے گا۔

فوری اور سرگرم تلاش سے گمشدہ گھوڑی مل گئی

قادیان ۱۶ مارچ۔ کل رات نو بجے موضع راجپورہ سے جہاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی زمین ہے اطلاع موصول ہوئی۔ کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی گھوڑی وہاں سے دوپہر کے وقت بھاگ گئی۔ اور موضع طغلوالہ کے نواح میں گم ہو گئی ہے۔ اور اغلب ہے کہ کسی نے پکڑ لی ہے۔ اس اطلاع پر صاحبزادہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی زیر قیادت احباب جماعت فوراً گھوڑی کی تلاش میں نکلے۔ اور رات ہی رات بہت سے خدام الاحمدیہ موضع طغلوالہ پہونچ گئے۔ اور صبح کو مزید انصار اور خدام بھی وہاں آ گئے۔ بارہ بجے دوپہر تک طغلوالہ اور قریبی دیہات میں گھوڑی کی تلاش نہائت سرگرمی سے جاری رہی۔ الحمد للہ کہ کوششیں کامیاب ہوئیں۔ اور دوپہر کے وقت گھوڑی مل گئی۔ اس سلسلہ میں احباب نے جس خلوص و ہمت سے جلد از جلد موقعہ پر پہنچ کر اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ نہائت ہی شاندار اور قابل ستائش بات تھی۔ قریباً تین سو احباب وہاں جمع ہو گئے۔ جن میں سے اکثر ساری رات جاگتے رہے۔ اس موقعہ پر انچارج صاحب چوکی کاہنووان نے نہائت اچھی طرح تعاون کیا۔

گھوڑی کے مل جانے کے بعد صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ اسلام جہاں ایک طرف رحمت کا مذہب ہے۔ وہاں یہ بھی سکھاتا ہے۔ کہ اپنی عزت اپنی جان اور اپنے مال کی پوری حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور ہمیں خوشی ہے کہ احباب نے اس فرض کو آج عمدہ طور پر ادا کیا ہے۔ تمام دوست

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں موجودہ جنگ کے متعلق

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ)

(۶)

سلوکِ رحمت کا وعدہ

سورہ مریم کے ابتدائی چار رکوع کا اصل مفہوم یہ ہے۔ کہ ان میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوکِ رحمت کیا جائے گا۔ جو حضرت زکریا ؑ و حضرت ابراہیم ؑ کے ساتھ ان کے بڑھاپے کی ناامیدی میں حضرت موسےٰ ؑ کے ساتھ ان کی ایام غیر حاضری میں۔ مریم بتول کے ساتھ مادی اسباب کی عدم موجودگی میں ہوا۔ وہ کیا سلوک تھا۔ وھبنا لھم من رحمتنا انہیں رحمت سے نوازا گیا۔ ایک کو یحیےٰ۔ دوسرے کو اسحاق و اسماعیل اور تیسرے کو ہارون اور مریم کو عیسےٰ دیا گیا۔ کُلًّا جعلنا نبیًّا۔ ان میں سے ہر ایک نبی تھا۔ جو ولیًّا یرثنی و یرث من اٰل یعقوب کا مصداق ہوا۔ یعنی ان انبیاء کے روحانی ورثہ کو انہوں نے سنبھالا۔ غرض اس اسلوبِ بیان کا جو مدعا و مقصود ہے۔ وہ بالکل واضح ہے۔ اور واقعات بھی اسی مدعا و مقصود کی تصدیق کرتے ہیں ؛

ایک واقعہ

ان واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جب مشیئت الٰہی نے ارادہ کیا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے وہ موعود نبی دیا جائے۔ جس کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ اور جسے مسیح و عیسےٰ کے ناموں سے پکارا گیا ہے تو جس شخص کو اس عہدہ کے لئے منتخب فرمایا۔ اس کو شانِ عیسویت سے مخصوص کرنے کے لئے اس کی بعثت سے ۱۵/۲۰ سال پہلے اُن کلمات وحی سے مخاطب کیا ہے۔ جن سے حضرت مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کیا تھا۔ اور وہ وہی کلمات وحی ہیں۔ جن کا ذکر سورۃ مریم کے دوسرے رکوع میں ہے۔ اس برگزیدہ انسان کو پہلے مریم کے نام سے پکارا گیا۔

اور آپ کو مریم کی طرح روح القدس سے استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آپ کی طرف تمام وہ کیفیات منسوب کی گئیں جن میں دردِ زہ۔ تنہائی میں جانے کھجور کے تنے کو ہلانے اور چشمہ کے بہنے کا ذکر ہے۔ اور آپ کے متعلق یہ بھی بتلایا گیا۔ کہ تمہاری قوم تم سے وہی سلوک کرے گی۔ جو یہودیوں نے مریم سے کیا۔ یعنی یہ کہے گی کہ لقد جئت شیئًا فریًّا۔ ما کان ابوک امرأ سوءٍ وما کانت امک بغیًّا۔ یہ سارے الہامات ایک عبدِ مختار کو دور دراز زمانے میں ہوئے۔ اور ان کلماتِ ربّی نے اُسے حیرت میں ڈال دیا۔ کہ کیوں مریم کے خطاب سے اُسے پکارا جا رہا ہے اور اس نفخ سے کیا مراد ہے۔ مگر جب شانِ عیسوی کے ظہور کا زمانہ آیا۔ تو اس سے کہا گیا۔ انی جاعلک عیسی ابن مریم وکان اللہ علےٰ کل شیءٍ مقتدرا۔ ہم تجھے ابن مریم بنانے والے ہیں۔ اور سورتِ مریم کی یہ آیت دوہرائی گئی۔ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منّا وکان امرًا مقضیًّا یہ اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان بنائیں۔ اس بات کا پہلے سے فیصلہ ہو چکا تھا۔ تیرہ سو برس کے بعد ایسے وقت میں جبکہ فتنۂ دجال عروج پکڑ رہا تھا۔ اور باس شدید والی پیشگوئی کے سامان جمع ہو رہے تھے۔ سورہ مریم کے دوسرے رکوع کی آیات بیّنات کا دوبارہ نزول اس بات کی بین دلیل ہے کہ دراصل سورۃ مریم کا پہلا نزول جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوا تھا۔ محض اس لئے ہو رہا تھا۔ کہ آپ کو جو قلق اور فکر باس شدید کی وجہ سے ہے۔ وہ دور ہو۔ آپ کو قبل از وقت سورۃ مریم کی آیات بینات سے بشارت دی گئی تھی۔ کہ دلگیر مت ہو۔ تیرے لئے بھی اسی طرح رحمت کا سامان کیا جائے گا۔ جس طرح پہلے تین انبیاء کے لئے کیا گیا۔ اور ویسا ہی سامانِ رحمت کیا جائے گا۔ جیسا ناخلف بنی اسرائیل کی وجہ سے

مریم بتول کے بطن سے ہوا۔ چنانچہ امر واقعہ یہی ہوا۔ کہ سورۃ مریم کی مخصوص آیات کے دوبارہ نزول کے بعد روح القدس کی تجلّی سے اسی عبدِ مختار کو جس پر یہ آیات دوبارہ نازل ہوئی تھیں مسیح کا لقب دیا گیا اور اس پر یہ کلام بھی نازل ہوا۔ "ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولہے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں۔ اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں۔" (تذکرہ ص۱۸۱) فخلف من بعدھم خلفٌ اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیًّا۔ الّا من تاب وعمل صالحًا فاولٰئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیئًا۔ جنّٰت عدنٍ التی وعد الرحمٰن عبادہ بالغیب۔ انہ کان وعدہ ماتیًّا جیسا کہ اس آیت میں ناخلف مسلمانوں کا حال بطور پیشگوئی کے بیان کیا گیا ہے۔ اُسی کے مطابق اس برگزیدہ مسیحی صفت انسان کو بھی وحی ہوئی۔ کہ مسلمان نااہل ہو گئے ہیں۔ اور جیسا کہ سورۃ مریم کی اس آیت میں۔ اور اس کے مابعد کی آیت میں مسلمانوں کے دوبارہ زندہ کئے جانے کی بشارت مضمر ہے۔ اسی طرح ان کے دوبارہ احیاء کے متعلق اُسی عبدِ مختار کو یہ الہام بھی ہوا۔ "حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جواب احیاء ہوا ہے۔ اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہے"۔ اور یہ الہام بھی ہوا۔

سے چہ دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

نیز یہ الہام بھی ہوا۔ بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد اور پھر اس برگزیدہ نے اپنے الہاموں کے مطابق مسلمانوں کو ان کے احیاء ثانی کی بشارت اس طرح کھلے الفاظ میں دی۔ جس طرح کہ اس نے کھول کر عیسائی اقوام اور سارے جہان کو بڑے زور آور حملوں سے ڈرایا۔ اور ان کے بدانجام کا اعلان کیا۔ اس کی باتوں کی صداقت اگر پہلے مشتبہ و مشکوک تھی۔ تو اب ایک امر واقعہ بن کر ہمارے سامنے کھڑی ہے اس کی باتوں کا انذاری پہلو بھی آج بھیانک اور خوفناک منظر دکھلا رہا ہے اور اس منظر کے پس پردہ وہ موعودہ آسمانی بادشاہت (آسمانی بادشاہت کی پیشگوئی کے لئے دیکھیں۔ تذکرہ صفحہ ۷۵۵)

کی بشارت بھی جھلکتی نظر آ رہی ہے جس کے متعلق سورۃ کہف میں اجرًا حسنًا ماکثین فیہ ابدًا۔ فرمایا۔ اور یہاں سورہ مریم میں جنّٰت عدنِ التی وعد الرحمٰن عبادہ بالغیب فرما کر اسے ہمیشہ سرسبز رہنے والے باغات کے نام سے تعبیر کیا ہے ؛

پس نہ صرف عربی زبان کا مخصوص اسلوبِ بیان ہی جو آیت وما نتنزّل الّا بامر ربّک لہ ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذالک وما کان ربّک نسیًّا میں اختیار کیا گیا ہے سورۃ مریم کے شانِ نزول کی تعیین کرتی ہے۔ بلکہ اس کے دوسرے رکوع کی آیات کا دوبارہ نزول اور اس کے مطابق اس کا ظہور بھی اس سورۃ کے مفہوم کی تعیین کرتا ہے۔ یہ بات فی الواقعہ حیرت انگیز ہے۔ کہ خارق عادت حمل اور پیدائش کے متعلق جن آیات کا دوبارہ نزول ہوا ہے۔ وہ وہی آیات ہیں۔ جن کا تعلق روحانی ورثہ کو ضائع ہونے سے بچانے اور گرتی ہوئی قوم کو سنبھالنے سے ہے۔ حضرت مریم اور ان کے بطن سے خارق پیدائش کے واقعہ کا قرآن مجید کی اور جگہوں میں بھی ذکر آیا ہے۔ مگر یہ مخصوص آیتیں فاجاءھا المخاض۔ ھزّی الیک بجذع النخلۃ کلی واشربی و قرّی عینًا ما کان ابوک امرء سوءٍ۔ لقد جئتِ شیئًا فریًّا۔ صرف سورۃ مریم میں یہاں ہیں۔ پس دوسری سورتوں کی آیات چھوڑ کر صرف انہی آیات کو نزول ثانی کے لئے منتخب کرنا معنی دارد۔ اس سورۃ کا مضمون یہ ہے۔ کہ جب روحانی ورثہ کے ضائع ہونے کا خوف ہوا۔ اور اس کی وارث قوم مردہ ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے خارق عادت حالات میں انبیاء جانشین پیدا کر کے اس ورثہ کو محفوظ کر دیا۔ موقعہ و محل کے عین مناسب آیات کا یہ عجیب و غریب انتخاب اگر انسانی تخیل سے ممکن ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ بھی ممکن ہے کہ اچھے بھلے انسان کو اپنے تئیں حاملہ بنانے اور دردِ زہ کی کیفیات وارد کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔ مگر یہ ہرگز ہرگز ممکن نہیں۔ کہ اپنے اس دور ترین تخیل کو عاجز اور فانی انسان مابعد کے واقعاتِ انذار و تبشیر کا عملی جامہ بھی پہنا سکے۔ غرض یہ نہایت ہی اہم حصہ مضمون ہے جو نہ صرف سورۃ مریم کے متعلق سیاقِ کلام اور اس کے شانِ نزول کی تعیین کرتا ہے۔ بلکہ ماضی و مستقبل کی تجلیاتِ الٰہیہ میں یگانگت اور یک رنگی۔ اور ان تجلیاتِ وحی میں تدبیر الٰہی کے یکساں اور مسلسل کارفرما ہونے کا بھی پتہ دیتا ہے۔ سورۃ کہف

تصنیف کے میدان میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی شکست فاش

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

اللہ تعالےٰ کے انبیاء دنیا میں اس کی طرف سے علوم حقیقی کا ایک بیش بہا خزانہ لے کر آتے ہیں۔ دنیا سمجھتی ہے۔ کہ وہ اپنے زمینی علوم اور دنیوی سازو سامان کے ساتھ خدا کے انبیاء کے روحانی علوم اور آسمانی حربوں پر غالب آجائیگی۔ مگر خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے پیاروں کے مقابلہ میں ایسا ناکام و نامراد کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ایک اصل بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے وفوق کل ذی علمٍ علیم (یوسف ع ۹) یعنی دنیا میں ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا پیدا ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ایک انسان اگر کوئی چیز بناتا ہے۔ تو اسی قابلیت۔ قوی۔ استعداد۔ اور دماغ والا شخص بھی ویسی ہی بنا سکتا ہے۔ اور اس کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ جو شخص کوئی نئی ایجاد کرتا ہے۔ اس کا بنانا اسی تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ اسے دیکھ کر دوسرے بھی ویسی ہی بلکہ اس سے اعلےٰ بنانے لگ جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب اعتراض کیا گیا کہ اکتتبہا فھی تملیٰ علیہ بکرۃً واصیلا۔ یعنی قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ انسانی کلام ہے جس کو آپ نے لکھا ہے۔ وہ صبح و شام اس کے سامنے لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ ان کے اس اعتراض کے جواب میں فرماتا ہے۔ قل انزلہ الذی یعلم السّر فی السمٰوات والارض۔ کہ ان سے کہدے۔ یہ قرآن مجید انسانی کلام نہیں۔ بلکہ اس خدا کا کلام ہے۔ جو اسرار ارضی و سماوی سے پوری طرح واقف ہے۔

پھر فرمایا قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعضٍ ظھیراً (بنی اسرائیل ع ۱۰) اگر دنیا کی تمام مخلوقات ملکر بھی قرآن جیسی کتاب بنانا چاہیں تو ہرگز نہیں بنا سکیں گے۔ خواہ وہ ایک دوسرے کی انتہائی معاونت کریں۔ قرآن مجید کے اس چیلنج کے مقابلہ میں مخالفین کی بے بسی نے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا کہ قرآن مجید انسانی کلام نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے یہی وجہ ہے۔ کہ

نظیر اس کی نہیں ملتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

چودھویں صدی میں مخالفین اسلام کی طرف سے قرآن مجید کے اس معجزہ پر طرح طرح کے اعتراضات کئے گئے۔ اور اس زبردست نشان کی عظمت کو کم کرنے کے لئے کہا جانے لگا۔ کہ قرآن کا یہ چیلنج بدوؤں اور جاہل عربوں کو دیا گیا۔ اور لمبے زمانہ بن دیا گیا۔ جبکہ چاروں طرف جہالت کا دور دورہ تھا۔ پس ان لوگوں کا قرآن کی مثل لانے پر قادر نہ ہو سکنا۔ قرآن کی صداقت کی دلیل نہیں۔ ہاں اگر ہمارے زمانہ میں جبکہ علوم و فنون کی ترقی سے انسانی دماغ انتہائی منازل ارتقاء طے کر چکا ہے۔ کوئی شخص اس قسم کا چیلنج دے تو ایک نہیں بیسیوں انسان اس کا جواب لکھنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اس اعتراض کو غلط ثابت کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قادیان کی مقدس بستی سے کھڑا کیا۔ چنانچہ آپ نے مبعوث ہو کر اعلان فرمایا۔ ”ہمارا تو یہ دعوےٰ ہے کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالےٰ کی تائید سے انشاء پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے۔ تا معارف و حقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔ اور وہ بلاغت جو ایک بیہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہو گئی تھی۔ اس کو کلام الٰہی کا خادم بنایا جائے“ (نزول المسیح صفحہ ۵۹)

نیز فرمایا۔ ”تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے۔ کہ گویا میں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں۔ گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔“ (تبلیغ رسالت جلد ۹)

مخالف و موافق دنیا نے اس بات کو تسلیم کیا۔ مخالفین نے تو مقابلہ میں عجز دکھا کر اور موافقین نے آمنا و صدقنا کہہ کر تصدیق کی۔ مگر آج مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث ۲۷ر فروری میں لکھتے ہیں۔ ”مرزا صاحب قطع نظر اپنے عقائد اور دعاوی کے بحیثیت فن تصنیف ایک قابل مصنف بھی نہیں تھے۔“ حالانکہ مولوی صاحب سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی زندگی میں اسی تصنیف کے میدان میں شکست کھا چکے ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ موضع مُد ضلع امرتسر میں ۲۹۔ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان مباحثہ ہوا جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے بہت کچھ لاف و گزاف کے علاوہ پیشگوئیوں کی بھی سخت تکذیب کی۔ ۲ر نومبر کو حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مباحثہ سے فارغ ہو کر جب قادیان واپس آئے۔ تو حضرت اقدس کو مباحثہ کے حالات سنائے۔ ۷ر نومبر کو ایک قصیدہ لکھنے کی طرف آپ کی توجہ مبذول ہوئی اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

”سو میں نے دعا کی کہ اے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے۔ کہ ایسا قصیدہ بناؤں۔ اور وہ دعا میری منظور ہو گئی۔ اور روح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی۔ اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی میں نے ختم کر لیا کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا۔ تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔ . . . . چونکہ میں یقین دل سے جانتا ہوں۔ کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے۔ تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اس لئے میں اس نشان کو دس ہزار روپے کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔“ (اعجاز احمدی صفحہ ۳۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پانچ دن کے اندر اعجاز احمدی نامی کتاب تصنیف فرمائی۔ اور ۱۵ دن کے اندر اسے شائع کر کے مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ مخالفین کے گھروں پر پہونچا دی۔ اور انہیں اپنے سے بہت زیادہ مدت دی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

”پھر اگر بیس دن میں انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا۔ تو یوں سمجھو۔ کہ میں نیست و نابود ہو گیا۔ اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیئے۔ کہ مجھے چھوڑ دیں۔ اور قطع تعلق کریں۔“ (اعجاز احمدی صفحہ ۹۰)

صرف اسی پر بس نہیں بلکہ سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے علم پا کر یہ پیشگوئی بھی فرما دی۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ساتھی ہرگز ہرگز اس اعجازی کلام کی نظیر پیش نہیں کر سکیں گے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ”دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں۔ اور خدا تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ میں صادق ہوں۔ تو کبھی ممکن نہیں ہوگا۔ کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں۔ اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ان کے قلموں کو توڑ دیگا۔ اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔“ (اعجاز احمدی صفحہ ۳۷)

عربی قصیدہ میں فرمایا ؎

فان اکُ کذّاباً فیاتی بمثلھا
وان اکُ من ربی فیخشیٰ و یبتُرُ

کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا مخالف اس جیسی کتاب بنا لائیگا۔ لیکن اگر میں صادق ہوں۔ اور میرا دعوےٰ خدا کی طرف سے ہے۔ تو دشمن کی عقل پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ اس کا جواب لکھنے سے روک دیا جائیگا۔

پس واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں عاجز آ گئے۔ اور باوجود ایک گراں قدر انعام دیئے جانے کا اعلان کرنے اور دوسرے علماء سے مدد لینے کی کھلی اجازت کے بھی مولوی صاحب اعجاز احمدی کی نظیر پیش نہ کر سکے۔ ناظرین کیا یہ خدا تعالےٰ کا ایک زبردست نشان نہیں۔ کہ ایک گاؤں کا رہنے والا جسے اس کے مخالف عربی زبان اور علوم مروجہ سے نابلد قرار دیتے ہیں۔ پانچ دن کے اندر اندر ایک تصنیف کرتا ہے۔ اور ۱۵ دن کے اندر اندر شائع کر کے مخالفین کے گھروں پر پہنچا دیتا ہے۔ اور سب کو اس کی مثل کے لئے للکارتا ہے۔ پھر اپنی کتاب کی اعجازی طاقت کے متعلق شاندار الفاظ میں دعوےٰ کرتا ہے۔ بلکہ مثل لانے والوں کو بیس دن کی مہلت دیکر دس ہزار روپیہ انعام بھی مقرر کرتا ہے۔ مگر وہ سب کے سب گنگ ہو جاتے ہیں۔ ان کی قلمیں جواب دے دیتی ہیں۔ اور دل غبی ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ خدا کی قدرت کا ایک چمکتا ہوا نشان نہیں؟ یقیناً ہے۔ مگر غور و فکر کرنے اور خدا تعالےٰ کا خوف دل میں رکھنے والوں کے لئے

[illegible]

رپورٹ مساعی مجلس خدام الاحمدیہ بابت ماہ اخاء و نبوت سنہ ۱۳۲۰ ہش

شعبہ وقار عمل

مقامی مجالس:۔ دارالسعۃ: مسجد کے پودوں کو پانی دیا جاتا رہا۔ محلہ کی سڑکوں اور نالیوں کی صفائی کی گئی۔ دارالبرکات شرقی: جلسہ سالانہ کے لئے ملحقہ ڈھاب سے کسیر کاٹی گئی۔ دارالرحمۃ: مسجد سے ملحقہ میدان کو صاف اور ہموار کیا گیا۔ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ: مسجد اقصےٰ کی صفائی کی جاتی رہی سائبان لگانے میں مدد دی گئی۔ عیدالفطر کے موقعہ پر عیدگاہ کی صفائی اور درستی کی گئی۔ دارالانوار: گندی نالیوں کو پر کیا گیا۔ سڑک پر گرد بٹھانے کے لئے چھڑکاؤ کیا گیا احمد آباد: کسانوں کو ان کے کام میں مدد دی گئی۔ دارالفضل: محلہ میں عمل اجتماعی جاری رہا۔ ناصر آباد: مسجد محلہ کی صفائی کی گئی۔ دارالشیوخ: دو مرتبہ اجتماعی کام کیا گیا۔

بیرونی مجالس:۔ دینا پور: گلیوں کی صفائی کی گئی۔ گوجرانوالہ: مسجد کی صفائی اور سفیدی کی گئی۔ گوکھووال چک ۱۲۱ لائلپور: مسجد کی صفائی کے علاوہ عید کے موقعہ پر مستورات کے لئے پردہ کا انتظام کیا گیا۔ فیروزپور شہر: مسجد کی صفائی کی جاتی رہی۔ لدھیانہ ایک دفعہ وقار عمل منایا گیا۔ گھٹیالیاں:۔ راستوں کو صاف رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اور بعض ضروری مقامات پر مٹی ڈال کر انہیں ہموار کیا گیا۔ ایک مرتبہ وقار عمل بھی منایا گیا داتا زید کا: ایک راستہ ۵۰ فٹ لمبا اور سات فٹ چوڑا صاف کیا گیا۔ ایک دو وقار عمل منا کر بعض گڑھوں کو پر کیا گیا۔ اور ایک دیوار بنائی۔ کنڈا گھاٹ: لوگوں کے بیٹھنے کے لئے جگہ صاف کی گئی۔ سڑکوں کی صفائی بھی ہوتی رہی۔ سیدوالا: مسجد کی نالی صاف کی گئی۔ وضو کے لئے پانی ڈالا جاتا رہا۔ ہر جمعہ سائبان لگائے گئے۔ وقار عمل منایا گیا۔ جس میں نالیوں گلیوں اور مسجدوں کی صفائی کی گئی۔ چک ۱۷ جنوبی: وضو کرنے کی جگہ کو اینٹوں سے پختہ بنایا گیا۔ مسجد میں سفیدی کی گئی۔ انبالہ شہر: مسجد کی صفائی کی۔ بھیرہ: مسجد کی صفائی کی گئی۔ ایک راستہ کو سو فٹ مٹی ڈال کر درست کیا۔ گجرات: مسجد کی مرمت میں حصہ لیا۔ جہلم: مسجد اور مہمانخانہ کے کمروں کی چھتوں کی لپائی کی گئی۔ چک ۹۹ شمالی: عمل اجتماعی روزانہ ہوتا رہا۔ کریام: گلیوں کی صفائی کے علاوہ ایک ۲۰۰ گز لمبا راستہ درست کیا۔ ایک کنواں بھی درست کیا گیا۔ لاہور: لاہور سے دس میل کے فاصلہ پر وقار عمل منایا۔ مسجد کی صفائی کی گئی۔ چک ۳۳۲ لائلپور: راستوں کی صفائی کی گئی۔ نرائن گڑھ: سڑکوں اور محلہ جات کی نالیوں کو صاف کیا گیا۔ بنوں: مسجد کی صفائی کی گئی۔

مرکزی کارگذاری:۔ عرصہ زیر رپورٹ میں مجلس کے زیر انتظام ماہ نبوت میں سہ لہوں وقار عمل نصرت گرلز سکول کو جانے والی سڑک پر منایا گیا۔ کام ساڑھے نو بجے سے ایک بجے تک ہوا۔ اس ساڑھے تین گھنٹہ کے عرصہ میں انصاراللہ و خدام الاحمدیہ نے ۱۲۰۰۰ مکعب فٹ مٹی کھود کر سڑک پر ڈالی۔ کمہاروں نے بھٹا پر سے روڑے لاکر گڑھے میں ڈالے مقام عمل پر خیمہ و جھنڈا نصب کیا گیا۔ فسٹ ایڈ اور آب رسانی کا انتظام بھی تھا۔

شعبہ تربیت و اصلاح

مرکزی مساعی:۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ۹ نبوت کو جلسہ تحریک جدید کے انعقاد کے لئے بذریعہ الفضل بیرونی مجالس کو تحریک کی گئی۔ الفضل میں متعدد نوٹ شائع کئے گئے۔ قادیان میں بھی ایک مرکزی جلسہ کیا گیا جس کے صدر حضرت مولوی شیر علی صاحب تھے۔ جلسہ میں علماء سلسلہ نے تقاریر کیں۔ اور مختلف مطالبات کو مختلف پیرائے میں احباب کے ذہن نشین کرایا گیا اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ایک ارشاد کے پیش نظر مطالبات تحریک جدید کو چارٹ کی صورت میں تیار کرا کے احباب میں تقسیم کیا گیا۔ قادیان کے بعض حلقوں کا دورہ کر کے اراکین کو شعبہ سے متعلقہ امور پر پابندی سے عمل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ قادیان کے محلہ جات کی نمازوں میں ہر ماہ میں تین دن حاضری لی جاتی رہی۔ غیر حاضروں کو باقاعدہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایک دو دوکانوں پر بعض لوگ بالوں میں وقت ضائع کرتے اور حقہ پیتے تھے دوکانداروں کو سمجھایا گیا جس سے خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ قادیان کے حجاموں کو منظم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اپنی دوکانوں پر حقہ رکھنے سے منع کیا گیا۔

مقامی مجالس:۔ دارالبرکات شرقی تربیتی اجلاس منعقد کئے گئے۔ حقہ نوشی سے منع کیا گیا۔ اکثر خدام نمازوں میں باقاعدہ حاضر ہوتے رہے۔ مسجد کے آداب کی طرف توجہ دلائی گئی۔ دارالرحمت: نمازوں میں حاضری لی جاتی رہی۔ اور باقاعدگی نماز کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی۔ ہفتہ وار تربیتی اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ دارالبرکات: اراکین درس میں شامل ہوتے رہے۔ سحری کے وقت جگایا جاتا رہا۔ نمازوں کی حاضری لی جاتی رہی۔ بورڈ پر ملفوظات لکھے جاتے رہے۔ دارالانوار: نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے تلقین کی جاتی رہی۔ دارالفضل: تربیتی اجلاس منعقد ہوئے۔ درس دیا گیا۔ نمازوں میں حاضری لی گئی۔ دارالفتوح: انسداد حقہ نوشی کی طرف خاص توجہ دی گئی۔ نماز باجماعت کے لئے تلقین کی گئی۔ مسجد فضل:۔ تفسیر کبیر۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کا درس دیا جاتا رہا۔ بورڈنگ تحریک جدید: ہفتہ وار تربیتی اجلاس ہوتے نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ مدرسہ احمدیہ: خدام کی اخلاقی تربیت کے لئے تقاریر کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ مسجد مبارک حقہ نوشی کے دور کرنے کی کوشش کی گئی۔ نماز باجماعت کی تلقین کی جاتی رہی۔ دارالشیوخ ممبران کی اخلاقی تربیت کا خاص خیال رکھا گیا ممبران درس سنتے رہے۔ مسجد اقصےٰ: نماز باجماعت ادا کرنے اور ممنوعات سے پرہیز کرنے کی تلقین کی گئی۔ دارالعلوم: نمازوں میں حاضری لی گئی۔ عام تربیت کا خیال رکھا گیا۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر نماز باجماعت کے لئے تلقین کی گئی

بیرونی مجالس:۔ عرصہ زیر رپورٹ میں بیرونی مجالس مختلف طریقوں سے شعبہ تربیت واصلاح کے پروگرام پر عمل کرتی رہیں بعض مجالس میں درس ہوتے۔ بعض میں ہفتہ وار اجلاس کر کے ممبران کو نصائح کی گئیں۔ اکثر مجالس نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی رہیں بعض مجالس میں درس قرآن کریم کے علاوہ حدیث شریف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس بھی دیا جاتا رہا۔ دہلی کی مجلس میں دیگر امور کے علاوہ اختلافی مسائل مثلاً مسئلہ کفر و اسلام، اجراء نبوت وغیرہ کے متعلق اراکین کو واقفیت بہم پہنچائی گئی۔ مندرجہ ذیل مجالس کی طرف سے تربیت و اصلاح کے پروگرام پر عمل کرنے کی رپورٹ موصول ہوئی۔ دینا پور ضلع ملتان۔ گوجرانوالہ۔ لائلپور۔ گوکھووال ضلع لائلپور۔ فیروزپور چھاؤنی۔ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ۔ داتا زید کا۔ کنڈا گھاٹ سیدوالا۔ چک ۱۷ جنوبی سرگودھا۔ بھیرہ میانوالی۔ خانانوالی۔ گجرات۔ دہلی۔ جہلم لاہور۔ چک ۹۹ شمالی سرگودھا۔ لودھراں ضلع ملتان۔ موگا۔ چک ۳۳۲ لائلپور۔ لدھیانہ۔ کانپور۔ کیرنگ۔ بنوں۔ مندرجہ ذیل مجالس میں اسلامی شعار یعنی ڈاڑھی رکھنے کی خاص تحریک کی گئی۔ چک ۹۹ شمالی سرگودھا لائلپور۔ داتا زید کا میں سب ممبران ڈاڑھی رکھتے ہیں حسب ذیل مجالس نے حقہ نوشی کے ترک کرنے کی طرف زیادہ توجہ دی۔ کنڈا گھاٹ ایک

عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کے تقرر کا اعلان

سرگودہا

سیکرٹری تبلیغ حافظ عبد العلی صاحب
امین " "

نور پور (منٹگمری)

پریذیڈنٹ چوہدری عطاء اللہ صاحب

کلانور اکبری (گورداسپور)

سکرٹری امور عامہ اقبال احمد خاں صاحب ایاز

شاہ مسکین (شیخوپورہ)

ا سیکرٹری تعلیم و تربیت شاہ مسکین سید محمد صدیق صاحب
" " نانو ڈوگر میاں ناصر احمد صاحب
" " نوانکوٹ " عبد الحق صاحب
" " ٹھٹھہ ناظریاں محمد شادی صاحب
ب سیکرٹری تبلیغ جماعت شاہ مسکین سید ولائت شاہ صاحب
ج " مال " " " "
د " امور عامہ " " سید محمد صدیق صاحب

پشاور

سکرٹری تعلیم و تربیت مولوی عبد الکریم صاحب درک

للیانی (لاہور)

سکرٹری تعلیم و تربیت مولوی شیخ محمد صاحب

کنڈیاں (میانوالی)

سکرٹری مال محمود احمد صاحب ناصر
محاسب " " "

موسیٰ بینی مائینز

پریذیڈنٹ فیاض الدین صاحب احمدی
وائس پریذیڈنٹ } شیخ حمید صاحب
جوائنٹ } رشید علی محمد صاحب
سکرٹری امور عامہ شیخ اسمٰعیل صاحب
" تبلیغ محمود خاں صاحب
نائب سکرٹری تبلیغ قمر علی خاں صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت غلام رسول صاحب
نائب " " عطاء الرحمٰن صاحب و ناظر خانصاحب
سکرٹری مال شیخ ہاڑو صاحب احمدی
محصل شیخ ضمیر صاحب - ایرتی خانصاحب
تراب خان صاحب شیخ جرائیل صاحب
پنچائت کمیٹی ممبر - اشرف علی خان صاحب - حیدر خانصاحب
شیخ رمضان صاحب شیخ حسین صاحب
شیخ اسمٰعیل صاحب
نقیب داؤد خانصاحب

حصاری (ہزارہ)

پریذیڈنٹ خانصاحب عبد الرحیم خانصاحب
امین " " "
سکرٹری مال خانصاحب محمد احمد صاحب
محاسب " "

پتوکی

پریذیڈنٹ میاں محمد رمضان صاحب
سکرٹری مال " " "
" تبلیغ میاں الٰہی بخش صاحب
" تعلیم و تربیت " " "

نوانکوٹ احمدیاں ڈاگاں دیہہ گاڈہ صدر

پریذیڈنٹ چوہدری سردار محمد صاحب
سکرٹری مال خوشی محمد صاحب

چک لوہٹ (لدھیانہ)

پریذیڈنٹ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
سکرٹری مال " شیر محمد صاحب
" تعلیم و تربیت " عبد الرحیم صاحب
" دعوۃ و تبلیغ " محمد اسمٰعیل صاحب
نائب سکرٹری دعوۃ و تبلیغ " غلام قادر صاحب
" " تعلیم و تربیت " محمد موسےٰ صاحب
محاسب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
آڈیٹر " محمد ابراہیم صاحب
امین شیر محمد صاحب

عالمگڑھ (گجرات)

پریذیڈنٹ میاں رستم علی صاحب
سکرٹری تبلیغ " " "
" تعلیم و تربیت مولوی غلام محمد صاحب
" مال " " "
امین " " "
نائب امام " " "

فتح پور (گجرات)

امام الصلوٰۃ و خطیب سید محمد شاہ صاحب
سکرٹری مال میاں سراج دین صاحب
" امور عامہ چوہدری فیض احمد صاحب
" تعلیم و تربیت مرزا محمد حسین صاحب
درس کنندہ " " "
نائب امام الصلوٰۃ منشی عبد الکریم صاحب
پریذیڈنٹ چوہدری محمد عالم صاحب
سکرٹری تبلیغ " " "

ناظر اعلیٰ

مندرجہ ذیل احباب نوٹ فرمالیں

ذیل میں ان اصحاب کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔ جنکا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ یا ۲۰ اپریل ۱۹۴۲ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان میں وہ اصحاب بھی شامل ہیں۔ جو بالعموم بذریعہ محاسب چندہ ارسال فرمایا کرتے ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے۔ کہ اپنا نام دیکھکر فوراً چندہ ارسال فرمادیں۔ جو دوست ۴ اپریل ۱۹۴۲ء تک اپنا چندہ ارسال فرمادیں گے۔ انکی خدمت میں وی۔ پی ارسال نہیں ہونگے۔ لیکن جن اصحاب کی طرف سے اس تاریخ تک چندہ وصول نہ ہوگا ہم انکی خدمت میں ۸ اپریل ۱۹۴۲ء کو وی۔ پی ارسال کردیں گے۔ امید ہے احباب جلد ہی جلد چندہ ادا فرمانے کی کوشش کریں گے۔

خاکسار مینیجر

۸۹ - ڈاکٹر محمد منیر صاحب
۱۳۱ - چوہدری نذیر احمد صاحب
۱۶۱ - پیر حاجی احمد صاحب
۲۱۰ - ماسٹر خیر الدین صاحب
۲۱۳ - محمد عثمان صاحب
۲۵۵ - منشی عنایت علی صاحب
۳۰۳ - مولوی کرم داد صاحب
۳۲۹ - نواب اکبر یار جنگ بہادر
۳۸۷ - شیخ قدرت اللہ صاحب
۴۰۷ - سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب
۴۷۹ - مولوی عبد الحی صاحب
۶۲۰ - غلام محی الدین خانصاحب
۸۷۰ - مولوی نیاز محمد صاحب
۹۱۹ - بابو ملک رسول بخش صاحب
۱۳۷۸ - میاں نیاز محمد صاحب
۱۶۷۱ - عبد الغفار صاحب
۱۸۹۲ - مولوی محمد حسین صاحب
۲۰۴۵ - ایم محمد عظیم الدین صاحب
۲۱۷۴ - میر کلیم اللہ صاحب
۲۵۳۵ - خلیل احمد صاحب
۳۲۴۷ - روشن الدین صاحب
۳۴۱۶ - مولوی مبارک علی صاحب
۴۰۱۱ - شیخ محمد کرم الٰہی صاحب
۴۱۲۳ - چوہدری نظام الدین صاحب
۴۳۳۱ - سوئمبر خانصاحب
۴۴۱۶ - محمد حسین صاحب
۴۴۲۳ - منشی کریم بخش صاحب
۴۷۵۹ - حافظ عبد السلام صاحب
۴۷۸۵ - ڈاکٹر ایس۔ ایم عالی صاحب
۵۲۱۴ - بابو اعزاز اللہ صاحب
۵۲۷۷ - بابو اعجاز حسین صاحب
۵۳۰۶ - عبد اللطیف صاحب
۵۳۱۶ - خلیل شاہ صاحب
۵۶۴۹ - منشی اللہ دتہ صاحب
۶۲۱۴ - عبد الغفور صاحب
۶۳۲۰ - سید احمد حسین صاحب
۶۳۲۱ - بابو محمد عالم صاحب
۶۳۵۸ - سیٹھ ابراہیم صاحب
۶۴۷۲ - اے۔ جی۔ ناصر صاحب
۶۷۰۰ - شمس الدین صاحب
۶۸۴۰ - مخدوم نذیر احمد صاحب
۶۸۸۱ - ننھے خاں صاحب
۷۲۳۳ - نور احمد خانصاحب
۷۴۶۱ - بابو عبد الغنی صاحب
۷۵۴۲ - عبد الحمید صاحب
۷۷۲۵ - ملک نادر خانصاحب
۷۷۴۵ - ایم۔ ایم سلیم اکبر صاحب
۷۷۵۵ - خواجہ عبد الغفار عبد الغنی صاحب
۷۸۴۰ - پیر عبد العلی صاحب
۷۹۵۲ - احمد حسین سعید صاحب
۸۰۴۹ - محمد ابراہیم صاحب
۸۳۱۹ - محمد شفیع صاحب
۸۴۱۲ - شیخ رحیم بخش صاحب
۸۵۶۷ - سردار امیر محمد صاحب
۸۶۴۲ - شیخ محمد حسین صاحب
۸۶۴۷ - قادر بخش صاحب
۸۸۶۱ - ڈاکٹر بشیر احمد صاحب
۸۹۷۵ - انڈین موٹر سٹور
۹۰۵۹ - میاں محمد سلطان صاحب
۹۱۲۴ - عنایت الٰہی صاحب
۹۲۲۶ - حاجی محمد صاحب
۹۲۴۰ - سید زمان شاہ صاحب
۹۲۷۳ - ملک شیر محمد صاحب
۹۳۳۲ - امام الدین صاحب
۹۳۵۱ - شکر الٰہی صاحب
۹۴۴۳ - محمد صاحب حکیم
۹۵۰۰ - چوہدری محمد حسین صاحب
۹۶۰۵ - مولوی محمد علی صاحب
۹۶۸۷ - ایم محمد حسین صاحب
۹۸۵۶ - رشید محمد خان صاحب
۹۸۸۷ - چوہدری فضل احمد صاحب
۹۹۲۳ - مولوی سید محمد ہاشم صاحب
۹۹۴۱ - غلام قادر صاحب
۱۰۰۱۲ - ڈاکٹر علی گوہر صاحب
۱۰۰۳۷ - چوہدری محمد شریف صاحب
۱۰۰۹۷ - پیر محمد زمان صاحب
۱۰۱۰۷ - نجانہ ملک محمد شفیع صاحب
۱۰۱۲۲ - بابو محمد افضل صاحب
۱۰۱۲۵ - چوہدری عبد اللہ خان صاحب
۱۰۰۷۵ - ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب
۱۰۱۷۷ - امیر جماعت احمدیہ
۱۰۱۷۸ - ڈاکٹر محمد رمضان صاحب
۱۰۲۵۱ - چوہدری رحمت علی صاحب
۱۰۲۸۱ - منور احمد صاحب
۱۰۳۱۱ - شیخ نواب الدین صاحب
۱۰۳۲۵ - ڈاکٹر لال الدین صاحب
۱۰۳۵۱ - صوفی - ایم بشیر احمد صاحب
۱۰۴۶۲ - لفٹنٹ محمد اسمٰعیل صاحب

۱۰۵۸۴ - چودہری احمد مختار صاحب
۱۰۵۹۱ - ڈاکٹر ایم رفیع اللہ صاحب
۱۰۷۲۱ - حافظ سخاوت علی صاحب
۱۰۷۷۸ - بابو ولی محمد صاحب
۱۰۷۹۶ - میاں غلام رسول صاحب
۱۰۸۷۵ - محمد شریف صاحب چغتائی۔
۱۰۸۷۶ - ڈاکٹر شیخ احمد الدین صاحب
۱۰۸۸۸ - بابو رحمت اللہ صاحب
۱۰۹۸۰ - عبد المجید صاحب
۱۱۰۵۵ - چودہری غلام محمد صاحب
۱۱۲۷۹ - شیخ فضل کریم صاحب
۱۱۴۲۷ - خان بہادر سعد اللہ خانصاحب
۱۱۴۳۴ - فتح محمد صاحب شرما
۱۱۵۲۹ - محمد بخش صاحب
۱۱۶۲۴ - عبد الحکیم صاحب
۱۱۶۹۸ - محمد بخش صاحب
۱۱۷۰۴ - میاں اللہ دتہ صاحب
۱۱۷۷۷ - مرزا رمضان علی صاحب
۱۱۸۱۰ - محمد جمشید صاحب
۱۱۸۵۷ - میاں محمد حسین صاحب
۱۱۸۶۷ - میاں محمد یوسف صاحب
۱۲۲۰۴ - بابو قاسم الدین صاحب
۱۲۲۰۶ - خواجہ محمد عثمان صاحب
۱۲۲۵۵ - میاں محمد شفیع صاحب
۱۲۲۹۳ - حکیم محمد یعقوب صاحب
۱۲۳۰۰ - میاں اللہ دتہ صاحب
۱۲۳۰۵ - بابو گلاب خانصاحب
۱۲۳۶۹ - ملک عطاء اللہ صاحب
۱۲۳۷۰ - صفیہ بیگم صاحبہ
۱۲۳۷۸ - ماسٹر محمد فضل الٰہی صاحب
۱۲۳۸۶ - میاں عبد العزیز صاحب
۱۲۴۰۴ - ملک خدا بخش صاحب
۱۲۴۶۶ - ڈاکٹر امداد بخش صاحب
۱۲۵۲۹ - میاں جان محمد صاحب

۱۲۵۵۹ - خواجہ نظام الدین صاحب
۱۲۵۹۰ - محمد الدین صاحب
۱۲۶۰۴ - چودہری حمید اللہ خان صاحب
۱۲۶۰۵ - مولا بخش صاحب
۱۲۶۲۷ - استانی حمیدہ بیگم صاحبہ
۱۲۶۵۱ - ایم محمد اقبال صاحب
۱۲۶۷۰ - حاجی محمد صدیق صاحب
۱۲۶۸۸ - محمد شفیع صاحب
۱۲۷۰۸ - محمد علی صاحب
۱۲۷۵۳ - حکیم محمد جمیل صاحب
۱۲۷۵۹ - چودہری عبد الواحد صاحب
۱۲۷۸۳ - مرزا محمد صادق صاحب
۱۲۸۰۹ - ڈاکٹر محمد الدین صاحب
۱۲۸۱۳ - ڈاکٹر محمد زبیر صاحب
۱۲۸۳۱ - میر احسان اللہ صاحب
۱۲۸۳۹ - غلام محمد اختر صاحب
۱۲۸۵۰ - شیخ مولا بخش صاحب
۱۳۰۳۸ - مولوی غلام رسول صاحب
۱۴۰۲۲ - خواجہ حافظ طیب اللہ صاحب
۱۴۰۹۶ - شیخ محمد ابراہیم صاحب
۱۴۱۱۳ - ملک فتح محمد صاحب
۱۴۱۵۰ - خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب
۱۴۱۷۹ - چودھری محمود احمد صاحب
۱۴۲۱۷ - چودہری عزیز الدین احمد صاحب
۱۴۲۲۶ - محمد عبد اللہ صاحب
۱۴۲۲۸ - ایم عبد الواحد صاحب
۱۴۳۲۵ - مسٹر نعیم الحق صاحب
۱۴۳۳۲ - سید محمد عبد الہادی صاحب
۱۴۴۳۷ - مولوی قدرت اللہ صاحب
۱۴۴۳۹ - ڈاکٹر فیض اللہ صاحب
۱۴۴۴۱ - بابو رحمت اللہ صاحب

۱۴۴۵۶ - شیخ محمد نذیر صاحب
۱۴۴۶۳ - ملک برکت علی صاحب
۱۴۴۹۱ - چودہری غلام مرتضےٰ صاحب
۱۴۵۲۳ - مسٹر منظور احمد صاحب
۱۴۵۲۷ - ملک صفدر علی خاں صاحب
۱۴۵۳۳ - محمد حسین صاحب
۱۴۵۳۹ - شیخ مولا بخش صاحب
۱۴۵۴۱ - عبد الکریم صاحب
۱۴۵۴۳ - میاں احسان الٰہی صاحب
۱۴۵۸۱ - میاں بشیر احمد صاحب
۱۴۵۸۲ - میاں غلام سرور صاحب
۱۴۵۸۳ - منشی برکت علی صاحب
۱۴۵۸۷ - قریشی مختار احمد صاحب
۱۴۵۹۷ - ایس - ایم زکریہ صاحب
۱۴۵۹۹ - خواجہ محمد اسماعیل صاحب
۱۴۶۱۱ - چوہدری شاہنواز صاحب
۱۴۶۲۵ - محترمہ نظیر بیگم صاحبہ
۱۴۶۵۶ - ماسٹر احمد خانصاحب
۱۴۶۷۷ - ملک غلام محمد صاحب
۱۴۶۸۸ - جی - یوصوفی صاحب
۱۴۶۹۸ - چوہدری فضل الٰہی صاحب
۱۴۶۹۹ - حاجی اللہ بخش صاحب
۱۴۷۰۰ - محمد سعید صاحب
۱۴۷۰۸ - بابو محمد الطاف صاحب
۱۴۷۱۰ - رانا فیض بخش صاحب
۱۴۷۱۱ - ایم عبد الغنی صاحب
۱۴۷۳۲ - چوہدری یوسف علی خانصاحب
۱۴۷۳۴ - " خوشی محمد صاحب
۱۴۷۳۶ - غلام محمد صاحب
۱۴۷۴۵ - غلام نبی صاحب سگر
۱۴۷۵۰ - شیخ فضل کریم صاحب
۱۴۷۶۴ - غلام رسول صاحب
۱۴۷۸۳ - غلام مولا صاحب
۱۴۷۸۶ - حافظ نور الٰہی صاحب
۱۴۸۰۰ - منشی عبد اللہ خانصاحب
۱۴۸۱۱ - ڈاکٹر عطا محمد صاحب
۱۴۸۳۱ - شیخ خادم حسین صاحب

نازک ایام اور احباب کا فرض

موجودہ صبر آزما مشکلات میں جبکہ کاغذ کی گرانی اور نایابی انتہائی خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ ہم نے احباب سے خواہش کی تھی۔ کہ وہ ادائیگی چندہ میں مستعدی سے کام لیں لیکن ہمیں افسوس ہے۔ بعض احباب نے اسطرف بالکل توجہ نہیں فرمائی۔ اور یہ امر اس سے ظاہر ہے۔ کہ "الفضل" میں قبل از وقت ایسے خریدار اصحاب کی فہرست ہر ماہ شائع کی جاتی ہے جن کا چندہ ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ اور درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ فلاں تاریخ تک چندہ کی ادائیگی فرما دیں۔ یا وی۔ پی روکنے کی اطلاع دیدیں۔ لیکن ہر دفعہ کچھ دوست ایسے نکل آتے ہیں۔ جو نہ ادائیگی کرتے ہیں۔ اور نہ وی۔ پی رکوانے کی اطلاع دیتے ہیں۔ اور جب وی۔ پی جاتا ہے۔ تو اسے واپس کر دیتے ہیں۔ پھر بعض دوست ماہوار ادائیگی کا وعدہ کرنے کے باوجود اس میں باقاعدگی اختیار نہیں فرماتے۔ کچھ دوست ایسے بھی ہیں۔ جو وی۔ پی رکوا کر کسی آئندہ وقت میں ادائیگی کا وعدہ کر لیتے ہیں۔ مگر وعدہ کے مطابق ادائیگی نہیں فرماتے۔ یہ سب باتیں دفتر کی مشکلات کو اور زیادہ بڑھانے کا موجب ہو رہی ہیں۔ ہم ایسے اصحاب سے پُرزور درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس ضرر رساں طریق عمل کو ترک کر کے اس نازک وقت میں تعاون کا طریق اختیار کیا جائے۔

نیازمند منیجر "الفضل" قادیان